AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

المصباح ریسرچ جرنل

ISSN (Online): 2790-882. ISSN (Print): 2790-881X.

Volume IV, Issue I

Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index

Category Y

Link:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: نبوی رسول اللہ ﷺ بحیثیت قانون ساز: قرآن وحدیث کی روشنی میں قانون سازی کا مطالعہ

Authors & Affiliations: [1] **Sana Syed**

Assistant professor, Dr.I.H Zuberi College of Home economics.

Email Add: [1] sayedashah313@gmail.com

ORCID ID: [1] https://orcid.org/0009-0007-1351-5264

Published: 2024-03-10

Article DOI: **https://doi.org/10.5281/zenodo.20060191**

Citation: Sana Syed. 2024. " رسول اللہ ﷺ بحیثیت قانون ساز: قرآن و حدیث کی روشنی میں نبوی قانون سازی کا مطالعہ: The Holy Prophet (ﷺ) As a Lawgiver: A Study of Prophetic Lawmaking in the Light of the Quran and Hadith". *AL MISBAH RESEARCH JOURNAL* 4 (01):120-35. https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/article/view/331.

Copyright's info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Published By: Research Institute of Culture and Ideology, Islamabad.

Indexation's

ASIAN Research Index

INTERNATIONAL Scientific Indexing

EuroPub

Academic Resource Index ResearchBib

BASE

DRJI

OCLC WorldCat

Society for Indexing and Impact Factor Service ROOTINDEXING

Google Scholar

REINCI

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

Vol-4, No-1, March-2024
Page no: 120-135

نبوی قانون سازی کا مطالعہ رسول اللہ ﷺ بحیثیت قانون ساز: قرآن وحدیث کی روشنی میں

The Holy Prophet (ﷺ) as a lawgiver: A study of prophetic lawmaking in the light of the Quran and Hadith

* Sana Syed

ABSTRACT

The Holy Prophet (ﷺ) is regarded as one of the greatest lawgivers in human history, whose divinely guided legislative model laid the foundations of a just, balanced, and welfare-oriented society. This article examines the exalted role of the Holy Prophet (ﷺ) as a lawgiver in the light of the Qur'an and Sunnah,and highlights the characteristics of his lawmaking. The study argues that the legal system established by the Holy Prophet (ﷺ) was not based upon personal desire, worldly privilege, or social distinction; rather, it was founded upon divine revelation, wisdom, mercy, and moral responsibility.

The blessed Prophetic model of legislation ensured justice, equality, protection of human rights, and accountability within society. It comprehensively addressed individual conduct, family relations, economic transactions, governance, and collective welfare. Its universal, balanced, and practical character enabled it to meet the needs of both individuals and institutions in every age. Furthermore, the legal principles conveyed by the Holy Prophet (ﷺ) remain enduringly relevant because of their harmony with human nature, ethical values, and social justice.

The article concludes that the legislation brought by the Holy Prophet (ﷺ) represents a complete and timeless system of life that integrates spiritual, moral, social, and political dimensions. It continues to provide a noble framework for justice, harmony, and human prosperity, and remains an ideal model for contemporary legal and social thought.

Keywords: Prophetic Legislation, Islamic Law, Qur'an ,Sunnah , Comprehensive System of Life , Human Prosperity.

تعارف:

رسول اللہ ﷺ نے انسانی زندگی کے ہر شعبے کے لیے مکمل راہ نمائی عطا فرمائی ۔عبادات سے لے کر معاشرت،سیاست، معیشت ،قانون اور عدالت سمیت ہر اہم معاملے کو آپ ﷺ نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے دورِ نبوت میں قانون سازی کے حوالے سے نہ صرف اسلامی احکام و تعلیمات کو واضح کیا بلکہ ان احکام کی بنیاد پر ایک ایسا

* Assistant professor,Dr.I.H Zuberi College of Home economics.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

نظامِ حکم رانی قائم کیا جو آج بھی ایک مثالی نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا پیش کردہ نظام عدل و قانون مکمل، جامع، آسان، قابل عمل اور عام آدمی کی پہنچ میں ہے آپ ﷺ نے اپنے اعمال، اقوال اور تعلیمات کے ذریعے امت کو قانون سازی اور اس کے اطلاق کی تربیت دی۔ آپ ﷺ کا عمل اس بات کا غماز تھا کہ قانون سازی کا مقصد انسانوں کے حقوق کا تحفظ، عدل و انصاف کی فراہمی اور معاشرتی نظم و ضبط قائم کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قانون سازی میں ایک جامع، معتدل اور متوازن نقطہ نظر اور حکیمانہ اسلوب اپنایا اور قوانین کے ذریعے عدل، مساوات اور انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنایا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات آج بھی قانون سازی اور نظام حکومت کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں، جو ریاستی اداروں اور معاشرتی نظام کے لیے مؤثر اصول فراہم کرتی ہیں۔ قانون سازی ریاستی اداروں کے عمل کو مستحکم، متوازن، فعال اور مؤثر بناتی ہے۔ اس سے نہ صرف ریاست کے اندر نظم وضبط قائم رہتا ہے، بلکہ یہ معاشرتی، معاشی اور ثقافتی ترقی کے لیے بھی مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اس کے ذریعے ریاست اپنے شہریوں کے حقوق کی حفاظت اور ترقی کے لیے ضروری اقدامات اٹھا سکتی ہے اور معاشرتی رویوں کو بہتر بنانے، مجرمانہ سرگرمیوں کو روکنے اور افراد کے حقوق کو تحفظ دینے میں بھی اپنا کردار مؤثر طور پر ادا کر سکتی ہے۔ قوانین کی تشکیل نہ صرف ملکی سطح پر اہمیت رکھتی ہے بلکہ بین الاقوامی تعلقات میں بھی ریاستی قوانین کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔

اسلامی قانون کے مآخذ:

اسلامی قانون کی بنیاد ایسے مستند اور قابلِ اعتماد ماخذ پر قائم ہے جو رہتی دنیا تک انسانیت کی فلاح وبہبود کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ اسلامی قانون کے بنیادی ماخذ چار ہیں: ا۔ کتاب اللہ، ۲۔ سنت رسول اللہ ﷺ، ۳۔ اجماع، ۴۔ قیاس۔ اسلامی ریاست کے لیے ضروری ہے کہ کسی بھی قانون کی تشکیل کے دوران اسلامی شریعت اور اسلامی قانونی مآخذ سے راہ نمائی حاصل کرے۔

" اسلام میں فیصلہ کرنے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ درپیش مسئلہ کا حل قرآن کریم سے معلوم کیا جائے اور اگر وہاں کوئی صریح حکم نہ ملے تو حدیث نبوی ﷺ سے حل تلاش کیا جائے اگر وہاں بھی مسئلے کا کوئی حل موجود نہ ہو تو اجماع صحابہ سے مدد لی جائے اگر ان تینوں ماخذوں سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ہے تو استحسان، قیاس، مصالح مرسلہ اور استدلال کی بنیاد پر فیصلہ کر سکتا ہے۔"[1]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کہتے ہیں کہ:

"عہد نبوی میں بعض اور مآخذہائے قوانین بھی ہمیں ملتے ہیں جو مؤقتی یا عارضی ہیں۔ ان میں سے ایک چیز وہ ہے جس کو ہم "معاہدہ کا نام دیتے ہیں اور مسلمان اگر کسی معاہدے میں کچھ شرطیں قبول کرتے ہیں تو وہ شرطیں مسلمانوں کے لیے واجب التعمیل ہوں گی لیکن اس وقت تک جب تک وہ معاہدہ برقرار رہے۔ جیسے ہی وہ معاہدہ ختم ہو جائے یا وہ منسوخ کر دیا جائے تو وہ شرطیں بھی جو ہمارے قانون کا جز بن چکی تھیں، منسوخ ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح معاہدے کے ذریعے قبول کی ہوئی شرطوں کو اسلامی قانون کا عارضی اور مؤقتی جز سمجھا جائے گا۔ اگرچہ اس کی تعمیل اتنی ہی ضروری ہے جتنی ان احکام کی جو ابدی طور پر قیامت تک کے لیے قرآن وحدیث میں دیے گئے ہیں۔ "[2]

جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی یہ شرط منظور کرلی تھی کہ اگر کوئی مسلمان مشرکین کے ہاں پناہ گزیں ہو جائے تو وہ اسے مسلمانوں کو سپرد نہیں کریں گے، جب کہ اگر کوئی مشرکین اہل مکہ میں سے مسلمان ہو کر، رسول

Vol-4, No-1, March-2024
Page no: 120-135

اللہ ﷺ کے پاس پناہ لینے آئے گا تو رسول اللہ ﷺ اسے واپس کر دیں گے۔[3] جب تک یہ معاہدہ موجود رہا مسلمان اس کی پاس داری کرتے رہے اور یہ اسلامی قانوں کا جز رہا، دو سال بعد جب یہ معاہدہ ختم ہو گیا تو وہ شرطیں اور قانون بھی خود بخود ختم ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ بحیثیت قانون ساز:

رسول اللہ ﷺ نے بطور قانون ساز انسانیت کے سامنے بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک طرف تو انفرادی زندگی میں

آپس کے معاملات میں عفو و درگزر کی ترغیب دے کر باہمی تعلقات کو استحکام بخشا اور دوسری طرف جرائم کی سخت سزا کی تنفیذ کی تاکید کر کے معاشرتی زندگی کو پرامن اور مستحکم بنا دیا۔ آپ ﷺ کا ضابطہ قانون ایک مکمل نظام اور دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے اور جن اصول و فروع کو آپ ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں بیان فرمایا ان کی حیثیت مستقل اور دائمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ضابطہ قانون مکمل طور پر اللہ کی رضا اور ہدایات پر مشتمل تھا۔ آپ ﷺ نے قرآن اور سنت کی روشنی میں جو قوانین قائم کیے، وہ ہر قسم کی بشری خواہشات، مفادات اور طبقاتی امتیاز سے مکمل آزاد تھے۔ آپ ﷺ کے قوانین کا مقصد صرف انفرادی اصلاح کا حصول نہیں تھا بلکہ پورے معاشرے کی بہتری، انصاف، اور برابری مقصود تھی۔

آپ ﷺ کو شارع و مقنن ہونے کا جو مرتبہ حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقام نبوت کی وجہ سے عطا ہوا ہے۔ آپ ﷺ کا دیا ہوا ہر حکم، فیصلہ اور ضابطہ ماننا پوری امت کے لیے لازم ہے، کوئی بھی فرد، جماعت آپ ﷺ کے کسی فیصلے، ضابطے یا حکم میں ترمیم کرنے یا منسوخ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے قانون سازی کے ذریعے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جس میں عدل، انصاف، مساوات اور انسانی حقوق کا تحفظ یقینی بنایا گیا۔ آپ ﷺ کا اسوہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ قانون سازی صرف ریاستی معاملات کے لیے نہیں بلکہ انسانیت کی فلاح اور بہتری کے لیے کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے جو قوانین متعارف کرائے، وہ نہ صرف اسلامی معاشرے کے لیے اہم ہیں بلکہ عالمی سطح پر بھی انصاف، حقوق اور مساوات کے اصولوں کے علم بردار ہیں۔ یہ قوانین آج بھی ایک معتدل، مکمل، مؤثر اور جامع اور نمائی فراہم کرتے ہیں۔ اس تناظر میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو ایک کامل اور مثالی قانون ساز کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے، جو نہ صرف قوانین کو نافذ کرتے تھے بلکہ ان کے حقیقی مقصد اور اصل روح کو بھی پوری طرح برقرار رکھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت قانون ساز قرآن کی روشنی میں :

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اس امر کی تصریح بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو قانون سازی کرنے کا مرتبہ عطا فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور تابع داری کا حکم دیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ جو حکم دیں اسے ماننا لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں اور احکامات کی اطاعت، حکم خداوندی اور ایک مسلمان کے ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مخالفت سے منع فرمایا اور آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کے لیے سخت عذاب کی وعید سنائی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا ہر حکم قانون شریعت ہے اور جس کا ہر حکم قانون شریعت ہو وہ قانون ساز ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [4]

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

"کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ خود تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

ایک اور آیت میں ارشاد ہوا:

"وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا "[5]

"جو شخص ہدایت کی راہ واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہوا:

"فَلۡيَحۡذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنۡ أَمۡرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمۡ فِتۡنَةٌ أَوۡ يُصِيبَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ "[6]

"جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔"

رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے سے نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَلَا تُبۡطِلُوٓاْ أَعۡمَٰلَكُمۡ " [7]

"اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔"

رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کو بلا کسی تردد کے قبول کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حکم ہوا:

"وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٖ وَلَا مُؤۡمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمۡرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلۡخِيَرَةُ مِنۡ أَمۡرِهِمۡۗ وَمَن يَعۡصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلَٰلٗا مُّبِينٗا " [8]

"اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، یاد رکھو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، وہ گمراہی میں پڑے گا۔"

رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری، اطاعت خداوندی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ ٱللَّهَ"[9]

"جو اس رسول کی فرماں برداری کرے اس نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی۔"

اپنے اختلافات میں رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد الٰہی ہے:

" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا " [10]

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور تم میں جو صاحب امر ہوں ان کی بھی۔ اگر کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تمہارا اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ انجام کے لحاظ سے نہایت بہتر اور بہت اچھا ہے۔"

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol-4, No-1, March-2024
Page no: 120-135

آپ ﷺ کا ہر فیصلہ قطعی اور یقینی ہے، لہذا اسے اس انداز سے قبول کرنا لازم ہے کہ دل میں کسی قسم کی ناگواری یا تنگی نہ رہے، بلکہ پورے اطمینان، خوش دلی اور کھلے دل کے ساتھ آپ ﷺ کے احکام کو تسلیم کیا جائے۔ جیسا کہ حکم ربانی ہے :

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا "[11]

تمہارے رب کی قسم! یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپس کے تمام اختلاف میں تمہیں حکم نہ مان لیں۔ پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی نہ پائیں اور اسے دل و جان سے تسلیم کرلیں۔"

رسول اللہ ﷺ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیں۔ اس بات کی تصدیق قرآنِ مجید کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے:

"ٱلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ٱلرَّسُولَ ٱلنَّبِيَّ ٱلْأُمِّيَّ ٱلَّذِي يَجِدُونَهُۥ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَىٰهُمْ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ ٱلْخَبَٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَٱلْأَغْلَٰلَ ٱلَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا بِهِۦ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَٱتَّبَعُوا ٱلنُّورَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ مَعَهُۥٓ ۙ أُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ"[12]

"جو اس رسول کی اتباع کرتے ہیں جو امی نبی ہے جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں جو انہیں نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اسے قوت دی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

آپ ﷺ قرآن کی تشریح اور اس کے احکام کی توضیح کرنے والے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

" وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ "[13]

"اور ہم نے آپ کی طرف نصیحت اتاری، تاکہ آپ لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کریں جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا :

"وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ ٱلَّذِي ٱخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ "[14]

"اور ہم نے آپ پر کتاب نازل نہیں کی مگر اس لیے کہ آپ ان کے لیے کھول کر بیان کریں وہ بات، جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے سراسر ہدایت اور رحمت ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔"

ان آیات سے یہ خوب واضح ہوجاتا ہے کہ آپ ﷺ کو قانون سازی کا حق اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرحمت ہوا ہے۔

نبی کریم ﷺ بحیثیت قانون ساز احادیث کی روشنی میں:

آپ ﷺ کی تعلیمات صرف عبادات تک محدود نہیں تھیں، بلکہ آپ ﷺ نے انسانوں کے باہمی معاملات، تعلقات، معیشت، اور نظام حکومت کے لیے بھی جامع اصول فراہم کیے۔ آپ ﷺ ایک عظیم قانون ساز تھے، اور آپ ﷺ کی احادیث

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اسلامی معاشرتی، اقتصادی، اور اخلاقی نظام کی بنیاد رکھی اور اس میں قانون سازی کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کیے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔"[15]

سیدنا مقدام بن معدیکربؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"خبردار! مجھے قرآن کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔ عنقریب ایسے ہو گا کہ ایک پیٹ بھرا (آسودہ حال) آدمی اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا کہے گا کہ اسی قرآن کو اختیار کرلو، جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو اور جو اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھو۔ خبردار! تمہارے لیے پالتو گدھے، نیش دار درندے اور کسی ذمی (کافر) کا گرا پڑا مال اٹھالینا حلال نہیں، الّا یہ کہ اس کا مالک اس سے بے پروا ہو۔ اور جو کوئی کسی قوم کے پاس جائے تو ان پر واجب ہے کہ اس کی مہمانی کریں، اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو اسے حق حاصل ہے کہ اپنی مہمانی کے مثل ان سے بذریعہ طاقت حاصل کرلے۔"[16]

ایک اور حدیث میں رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہرگز ایسا نہ ہو کہ میں تم میں سے کسی کو (اس حالت میں) پاؤں کہ وہ اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم پہنچے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا اس سے منع کیا ہو تو وہ کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے، ہم تو کتاب اللہ میں جو پائیں گے، اسی پر عمل کریں گے۔"[17]

حجۃ الوداع کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ حج کی فرضیت بیان فرما رہے تھے تو ایک صحابی حضرت اقرع بن حابس کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے کہ:

"کیا ہر سال رسول اللہ ﷺ" ؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا": اگر میں ہاں بولتا تو (ہر سال حج کرنا) واجب ہو جاتا اور اگر وہ ہر سال ادا کرنا واجب ہو جاتا تو تم اسے ادا نہ کر پاتے، پس جو (ایک سے) زیادہ مرتبہ ادا کرے گا وہ نفلی (حج) شمار ہو گا"[18]

یہ تمام احادیث ور اس نوعیت کی متعدد دیگر روایات اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو قانون سازی کا منصب عطا کیا گیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کے بحیثیت شارع اور مقنن چند مثالیں:

رسول اللہ ﷺ کی حدیث وسنت اسلامی قانون کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے۔ اس اہم مصدر سے صرفِ نظر کرتے ہوئے نہ اسلامی قانون وشریعت کی درست تفہیم ممکن ہے اور نہ ہی اس کی تدوین ونفاذ کی کوئی کوشش کامیاب ہو سکتی ہے۔ حیات نبوی میں متعدد ایسے مواقع پیش آئے جب آپ نے بطور شارع ومقنن احکام دیئے، جو بعد میں اسلامی قانون (شریعت) کی بنیاد قرار پائے۔ رسول اللہ ﷺ کے بحیثیت شارع اور مقنن چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

شارح قرآن:

نبی کریم ﷺ شارح قرآن کریم ہیں۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی تشریح بیان کی اور اس کے مجملات کی تفصیل، نیز مشکل مقامات کی وضاحت نہایت جامع انداز میں بیان کی۔ قرآن مجید ایک کامل اور جامع کتاب ہے جس میں اکثر اصولی اور کلی احکام ذکر کیے گئے ہیں، جبکہ بہت سے جزوی اور عملی مسائل کی تفصیلات اجمالی طور پر بیان ہوئی ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، حج، نکاح، طلاق، قصاص اور حدود

وغیرہ کلیات کا حکم ہے مگر ان کی جزئیات اور تفصیل آپ ﷺ نے بتائی، جیسا کہ نماز کے اوقات، زکوٰۃ کی مقدار، بیوع کے احکامات اور جنایات اور قصاص وغیرہ کی مکمل تفصیل آپ ﷺ نے بیان فرمائی۔ حضرت ابو سلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیس دنوں تک رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوا کہ ہمیں اپنے گھر کے لوگ یاد آرہے ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ان کے متعلق پوچھا جنہیں ہم اپنے گھروں پر چھوڑ کر آئے تھے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا حال سنا دیا۔ آپ بڑے ہی نرم خو اور بڑے رحم کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور (اپنے ملک والوں کو) دین سکھاؤ اور بتاؤ اور تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص تمہارے لیے اذان دے پھر

جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔"[19]

نشہ آور اشیا کو حرام قرار دینا:

اللہ تعالیٰ نے پینے والی چیزوں میں سے ہر اس شے کو حرام قرار دیا ہے جو نشہ پیدا کرے اور عقل کو زائل کر دے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلۡخَمۡرُ وَٱلۡمَيۡسِرُ وَٱلۡأَنصَابُ وَٱلۡأَزۡلَٰمُ رِجۡس مِّنۡ عَمَلِ ٱلشَّيۡطَٰنِ فَٱجۡتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ"[20]

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! یقیناً شراب اور فال نکالنا شیطان کے گندے کاموں سے ہیں اس سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

تاہم بعض اشیاء ایسی بھی ہیں جو معمولی مقدار میں نشہ پیدا نہیں کرتیں، لیکن زیادہ مقدار میں استعمال کی جائیں تو نشہ آور بن جاتی ہیں۔ آپ

ﷺ نے مسکرات کے استعمال کو روکنے کے لیے تمام نشہ آور چیزوں کو حرام قراد دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"نشہ کی کوئی چیز نہ پیو، میں نے ہر نشہ آور چیز کو حرام کر دیا ہے۔"[21]

اس کے ساتھ ہر مسکر شے کا استعمال، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ آپ ﷺ نے ممنوع قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔"[22]

کفارہ میں تخفیف اور معافی:

روزے توڑنے اور ظہار کا کفارہ یہ مقرر ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے، اس کی استطاعت نہ ہو تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے جائیں، اس کی قدرت بھی نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلایا جائے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"وَٱلَّذِينَ يُظَٰهِرُونَ مِن نِّسَآئِهِمۡ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُواْ فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٖ مِّن قَبۡلِ أَن يَتَمَآسَّاۚ ذَٰلِكُمۡ تُوعَظُونَ بِهِۦۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعۡمَلُونَ خَبِير فَمَن لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ مِن قَبۡلِ أَن يَتَمَآسَّاۖ فَمَن لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ فَإِطۡعَامُ سِتِّينَ مِسۡكِينٗاۚ ذَٰلِكَ لِتُؤۡمِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۚ وَتِلۡكَ حُدُودُ ٱللَّهِۗ وَلِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ "[23]

"جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمے آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے، اس کے ذریعے تم نصیحت کیے جاتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ ہاں جو

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

شخص نہ پائے، اس کے ذمے دو مہینوں کے لگاتار روزے ہیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے۔ یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو، وہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اور کفار ہی کے لیے دردناک عذاب ہے"

لیکن نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے ضرورت مند شخص کے لیے، جس نے روزہ توڑ دیا تھا اور کفارہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا، اس کفارہ میں رعایت فرمائی۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں ہلاک ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ ایک غلام آزاد کر سکو؟ اس نے کہا کہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا کیا تم پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے اندر اتنی طاقت ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکو؟ اب بھی اس کا جواب نفی میں تھا۔ راوی نے بیان کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک تھیلا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے لے جا اور اپنی طرف سے (محتاجوں کو) کھلا دے، اس شخص نے کہا میں اپنے سے بھی زیادہ کسی محتاج کو؟ حالاں کہ دو میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ محتاج نہیں، یہ سن کر آپ ﷺ اتنا مسکرائے کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے، آپ نے فرمایا کہ پھر جا اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دے۔"[24]

اسی طرح کا استثنا کفارہ ظہار میں بھی وارد ہے۔[25] امام احمد خطیب قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ شریعت کے احکام میں جسے چاہیں، جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ فرما دیں۔"[26]

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو افراد کے برابر قرار دینا:

قرآن مجید میں معاملات کے ثبوت کے لیے دو گواہوں کی شہادت کا اصول مقرر کیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ"[27]

"تم میں سے دو عادل گواہی دیں۔"

لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو افراد کی شہادت کے برابر قرار دیا۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ:

"خزیمہ کسی کے موافق یا مخالف گواہی دیں ان کی تنہا گواہی کافی ہے"[28]

سونے کی انگوٹھی کا استعمال ممنوع قرار دینا:

رسول اللہ ﷺ نے مسلمان مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننے اور ریشمی لباس کا استعمال ممنوع قرار دیا، حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں سے روکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کی انگوٹھی سے یا راوی نے کہا کہ سونے کے چھلے سے، ریشم سے، استبرق سے، دیبا سے، سرخ میثرہ سے، قسی سے اور چاندی کے برتن سے منع فرمایا تھا اور ہمیں آپ نے سات چیزوں یعنی بیمار کی مزاج پرسی کرنے، جنازہ کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کا جواب دینے، سلام کے جواب دینے، دعوت

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol-4, No-1, March-2024
Page no: 120-135

کرنے والے کی دعوت قبول کرنے (کسی بات پر) قسم کھالینے والے کی قسم پوری کرانے اور مظلوم کی مدد کرنے کا حکم فرمایا تھا ۔[29]

استثنا اور رعایت دینا:

سونا اور ریشمی لباس مسلمان مردوں کے لیے حرام ہے، تاہم رسول اللہ ﷺ نے بعض خاص حالات میں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو خصوصی اجازت، رعایت اور استثنا دیا، جیسا کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کے لیے سونے کی انگوٹھی کا استعمال حلال کر دیا، محمد بن مالک کہتے ہیں:

"میں نے حضرت براء کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا، لوگ ان سے کہہ رہے تھے کہ آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، تو حضرت براء فرمانے لگے کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، ان میں قیدی بھی تھے اور معمولی چیزیں بھی۔ نبی کریم ﷺ نے وہ سب چیزیں تقسیم فرمادیں یہاں تک کہ یہ انگوٹھی رہ گئی، رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو دیکھا پھر نگاہیں جھکالیں، تین مرتبہ ایسا ہی ہوا، پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا نام لے کر پکارا میں آکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا رسول اللہ ﷺ نے وہ انگوٹھی پکڑی اور میری چھنگلیا کا گٹے کی طرف سے حصہ پکڑ کر فرمایا یہ لو اور پہن لو جو تمہیں اللہ اور اس کا رسول پہنا دیں۔ تو تم مجھے کس طرح اسے اتارنے

کا کہہ رہے ہو جب کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں جو پہنا رہے ہیں اسے پہن لو۔"[30]

اسی طرح حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے خارش کے وقت ریشمی لباس استعمال کرنے کی خصوصی اجازت دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمٰن کو خارش کے وقت ریشمی کپڑا استعمال کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔"[31]

حکام کے لیے تحفے قبول کرنا ممنوع ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کے لیے تحفہ قبول کرنا جائز کر دیا۔[32]

گھوڑوں اور غلاموں پر زکوٰۃ معاف فرمانا:

رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں اور غلاموں پر زکوٰۃ معاف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کر دی، سو تم چاندی کی زکوۃ دو، ہر چالیس درہم میں ایک درہم" ۔[33]

مدینہ منورہ کو حرم بنانا:

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو اپنا حرم بنایا ، جیسا کہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"اے اللہ ابراہیم نے مکہ کو حرم کر دیا اور میں ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں۔"[34]

گدھے کا گوشت استعمال کرنے کی ممانعت فرمانا:

نبی کریم ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا، چناں چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"جنگ خیبر کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع فرمادیا تھا" [35]۔

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

قبور کی زیارت کی اجازت دینا:

اپنی دعوت کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ نے شرک کے اندیشہ کی وجہ سے زیارت قبور سے منع فرمایا تھا، بعد میں آپ ﷺ نے یہ کہہ کر اجازت مرحمت فرمادی کہ:

"میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، چناں چہ اب ان کی زیارت کیا کرو۔ بلاشبہ ان کی زیارت میں (موت کی) یاد دہانی ہے "[36]

رسول اللہ ﷺ کے ابتدائی حکم کے مطابق، منع فرمانے سے زیارت قبور ممنوع ہوگئی اور بعد میں اجازت دینے کی وجہ سے قبرستان جانا ایک مستحب عمل ہوگیا۔

قریبی رشتہ دار عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے بھتیجی اور پھوپھی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا حرام کر دیا، یعنی کوئی شخص اپنی بیوی کی پھوپھی یا بھتیجی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا، اسی طرح کوئی شخص اپنی بیوی کی خالہ یا بھانجی کے ساتھ بھی نکاح نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کسی عورت اور اس کی پھوپھی کو، اور کسی عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) اکٹھا نہ کیا جائے۔"[37]

آپ ﷺ نے اس نوعیت کے متعدد احکام دیے جو اسلامی قانون اور شریعت کی بنیاد بنے۔

رسول اللہ ﷺ کی قانون سازی کی نمایاں خصوصیات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قانون سازی کی متعدد خصوصیات ہیں، جن کی بدولت آپ ﷺ نے مذہبی، معاشرتی، اخلاقی اور سیاسی مسائل کے حوالے سے ایک جامع اور متوازن قانونی نظام قائم کیا، جو آج تک انسانیت کے لیے ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ کے پیش کردہ قانون کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ وہ ایک مکمل، معتدل اور انسانیت نواز نظام ہے، جو فرد اور معاشرے دونوں کے لیے ہر پہلو سے فائدہ مند ہے۔ یہ قانون محض ایک دینی ضابطہ نہیں بلکہ ایک جامع طرزِ زندگی ہے، جس میں ہر فرد کے حقوق اور فرائض کو واضح کیا گیا ہے، اور جس کا بنیادی مقصد انسانی فلاح اور معاشرتی ہم آہنگی کو پروان چڑھانا ہے۔ یہ نظام انسان کو انفرادی، خاندانی اور اجتماعی سطح پر ترقی اور بہتری کی طرف لے جاتا ہے اور اسے دنیا و آخرت میں کامیابی کی راہ پر گامزن کر دیتا ہے۔

آپ ﷺ کی قانون سازی کی نمایاں خصوصیات میں درج ذیل اہم پہلو شامل ہیں:

۱۔ قانون کی اساس وحی الٰہی ہونا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قوانین اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعے حاصل کیے۔ یہ قوانین انسانی سوچ یا ذاتی خواہشات پر مبنی نہیں ہیں بلکہ اللہ کی رضا اور اور ہدایت کی عکاسی کرتے ہیں اس لیے یہ تمام انسانی خامیوں اور تضادات سے پاک ہیں، ان کا مقصد لوگوں کی فلاح و بہبود ہے۔ اسلامی تعلیمات میں واضح طور پر اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ حقیقی حکم راں اور قانون ساز اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات ہی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُۚ ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلۡقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعۡلَمُونَ"[38]

"اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol-4, No-1, March-2024
Page no: 120-135

دوسری جگہ ارشاد ہوا:

قُلْ إِنَّ ٱلْأَمْرَ كُلَّهُۥ لِلَّهِ [39]

"آپ فرمادیجیے کہ ہر کام پورے کا پورا اللہ کے اختیار میں ہے۔"

۲۔ جامعیت:

یہ قوانین زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتے ہیں جیسا کہ:

عبادات: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے اصول۔

معاشرتی امور: خاندانی نظام، شادی، طلاق، وراثت، اور بچوں کی تربیت وغیرہ

اقتصادی نظام: تجارت، سود کی ممانعت، صدقات اور مالیاتی انصاف وغیرہ

سیاسی وعدالتی نظام: حکم رانی، عدل و انصاف کے اصول، جنگ اور امن کے قوانین وغیرہ

۳۔ آفاقیت:

یہ قانون کسی خاص قوم، نسل، یا زمانے کے لیے محدود نہیں، بلکہ تمام انسانوں اور ہر دور کے لیے ہے۔ یہ مختلف اقوام، معاشروں، اور تہذیبوں کے لیے قابل عمل ہے اور اس میں وقت اور حالات کے مطابق اجتہاد کی گنجائش بھی موجود ہے۔

۴۔ آسانی اور سہولت:

اسلامی قانون انسانی فطرت اور اس کی کمزوریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے نرمی کا معاملہ کرتا ہے، چناں چہ احکامات میں نرمی، آسانی اور سہولت موجود ہے، مثلاً سفر میں قصر نماز کی اجازت وغیرہ۔

۵۔ انسانی فطرت سے ہم آہنگی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی ضروریات اور فطری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے قانون سازی کی، چناں چہ نکاح کو آسان بنایا گیا اور حلال اور حرام کے درمیان واضح امتیاز رکھا گیا تاکہ انسان کسی الجھن کا شکار نہ ہو۔

۶۔ حکیمانہ تدریجی نفاذ:

قانون سازی میں تدریجی حکمت عملی اختیار کی گئی تاکہ لوگ آسانی سے احکام پر عمل کر سکیں۔ مثلاً شراب نوشی کی ممانعت بتدریج نافذ کی گئی۔

۷۔ کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قانون سازی میں تمام طبقات کے حقوق کا تحفظ فرمایا اور کمزور طبقات کے حقوق کے تعین اور تحفظ پر خصوصی توجہ دی، جیسا کہ غلاموں کی آزادی اور بہتر سلوک کے اصول وضع کیے گئے، غیر مسلم اقلیت کے مذہبی اور سماجی حقوق کو محفوظ کیا گیا، خواتین کو جائیداد کا حق، عزت و احترام، اور مساوات دی گئی اور یتیموں کی حق تلفی سے روکا گیا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں دو کمزوروں کی حق تلفی تم پر حرام کرتا ہوں، یتیم اور عورت۔" [40]

۸۔ عدل و انصاف اور مساوات کا قیام:

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

آپ ﷺ کا پیش کردہ قانون عدل وانصاف اور مساوات کی بنیاد پر قائم ہے جس میں ہر شخص کے ساتھ اس کے حق کے مطابق برتاؤ کیا

جاتا ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم ،اور یہ قانون طاقت ور اور کمزور، امیر اور غریب سب کے لیے برابر ہے۔ چناں چہ اسلامی ریاست میں لازمی ہے کہ قانون کا نفاذ معاشرے کے تمام افراد کے لیے یکساں طور پر ہو، اسلام قانون کے نفاذ میں کسی بھی قسم کے طبقاتی فرق کو مسترد کرتا ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ:

"قریش کو بنو مخزوم کی اس عورت کی بہت فکر ہوئی جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں کون بات کر سکتا ہے؟ یعنی رسول اللہ ﷺ سے۔ کہنے لگے کہ اسامہ بن زیدؓ کے علاوہ اور کوئی یہ جرات نہیں کر سکتا ، وہ نبی کریم ﷺ کے چہیتے ہیں۔ چناں چہ سیدنا اسامہ نے آپ ﷺ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " اسامہ! کیا اس حد میں سفارش کرتے ہو جو اللہ کی حدود میں سے ہے؟" پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا ، اور فرمایا "تم سے پہلے لوگ صرف اسی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے کہ ان میں سے جب کوئی معزز آدمی چوری کر لیتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے ، اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ اور اللہ کی قسم! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ [41]"

قانون کا جب تک عملی نفاذ نہیں ہوتا امن وامان کا قیام ممکن نہیں ہوتا۔ تاہم یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ قانون کے نفاذ کے وقت عدل، انصاف اور مساوات کو یقینی بنایا جائے۔ تاکہ کسی فرد یا طبقے پر کسی قسم کا ظلم نہ ہو اور ہر شخص کو اس کے جائز حقوق آسانی سے میسر ہو سکیں ۔ اسی صورت میں قانون پر عوام کا اعتماد اور بھروسہ قائم ہو سکتا ہے۔

"عدل کے بغیر جس کی بنیاد قانون پر ہوتی ہے، امن وامان قائم نہیں رہ سکتا، اس لیے اسلام نے ایسے جرائم میں حد مقرر کی جس کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے جیسے چوری، زنا، قتل وغارت گری، لوٹ مار اور شراب نوشی وغیرہ اور انصاف اور سزا کا اختیار صرف ان لوگوں کو دیا جن کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہو۔ قانون کے نفاذ سے جرائم کا انسداد ضرور ہو جاتا ہے اور معاشرہ کسی حد تک جرائم سے پاک بھی ہو جاتا ہے۔" [42]

۹۔ تزکیہ نفس:

رسول اللہ ﷺ نے ایسے قوانین مرتب کیے جو کہ نہ صرف ظاہری اعمال کی اصلاح کرتے ہیں، بلکہ انسان کے باطن کو بھی سنوارتے ہیں۔ لہذا ہر حکم کے پیچھے اخلاقی تربیت کا پہلو نمایاں ہے، جیسے ہر معاملہ میں سچائی، رحم دلی ،امانت داری اور دیانت داری وغیرہ کی تاکید فرمائی گئی ہے اور ظلم، دھوکہ دہی، جھوٹ، اور بددیانتی سے سختی سے روکا گیا ہے۔

۱۰۔ عملی نفاذ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عطا کردہ قوانین پر خود عمل کر کے دنیا کے سامنے ایک مثالی نمونہ پیش کیا، جیسا کہ مدینہ کی اسلامی ریاست میں ان اصولوں کو عملی طور پر نافذ کیا۔

۱۱۔ سزاؤں میں اعتدال اور توازن:

قانون میں اس بات پر خصوصی توجہ دی گئی کہ سزائیں عبرت ناک ہونے کے ساتھ ساتھ منصفانہ ہوں، جیسا کہ سخت سزائیں ان جرائم کے

لیے مقرر کی گئی ہیں جو معاشرتی امن کو نقصان پہنچاتے ہیں، جیسے قتل، زنا، چوری وغیرہ جب کہ باقی جرائم میں معافی اور توبہ کی گنجائش رکھی گئی

ہے۔ عبدالرؤف ظفر کے مطابق:

"فوج داری جرائم کی سزائیں صرف اسی حال میں نافذ کی جائیں، جب معاشرہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خاطر خواہ اہتمام موجود ہو اور حالات معمول پر ہوں۔ جب تک معاشرہ میں نفاذ اسلام کے لیے ساز گار حالات پیدا نہ کیے جائیں یا یہ حالات ایسے غیر معمولی ہوں جن میں ارتکاب جرم کے محرکات ترقی پذیر ہوں تو سزاؤں کی انتہائی حد کا نفاذ رکا رہے گا۔"[43]

۱۲۔امن عامہ اور تحفظ انسانیت:

یہ قانون دنیا میں امن و سلامتی قائم کرنے کی ضمانت دیتا ہے کیوں کہ اس میں حقوق و فرائض کا توازن بر قرار رکھا گیا حتیٰ کہ جنگ کے قوانین بھی انسانی وقار اور اخلاقیات پر مبنی ہیں جیسا کہ عورتوں، بچوں اور بزرگوں کو نقصان نہ پہنچانا، اسیر انِ جنگ کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اور جنگی اخلاقیات کا خیال رکھنا وغیرہ

۱۳۔مشاورت :

اسلامی قانون میں شورائیت اور مشاورت کا اصول بھی موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے مشورے کیے اور فیصلوں میں ان کی رائے کو اہمیت دی مثال کے طور پر، جنگِ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا اور اس سے قانون سازی کے عمل میں مشاورت کی اہمیت کا اظہار کیا۔ آپ کا یہ عمل" شورائیت "یا" اجتماعی فیصلہ سازی "کے اصول پر مبنی تھا۔

۱۴۔اجتہاد:

نبی کریم ﷺ نے قانون سازی میں اجتہاد کو بھی بہت اہمیت دی۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو (قاضی بنا کر) یمن بھیجا، تو آپ نے پوچھا: 'تم کیسے فیصلہ کروگے؟' انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلے کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: 'اگر (اس کا حکم) اللہ کی کتاب (قرآن) میں موجود نہ ہو تو؟' معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: تو رسول اللہ ﷺ کی سنت سے فیصلے کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا ': اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت میں بھی (اس کا حکم) موجود نہ ہو تو؟' معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: (تب) میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو (صحیح بات کی) (توفیق بخشی"۔[44]

۱۵۔اجتماعی مفاد کو ترجیح دینا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اجتماعی مفاد کو انفرادی مفاد پر مقدم رکھا۔ آپ ﷺ کی قانون سازی کا مقصد فرد کے ساتھ ساتھ پورے معاشرتی نظام کی فلاح وبہبود کا حصول تھا۔

خلاصہ:

نبی کریم ﷺ ایک عظیم قانون ساز، شارع اور مقنن تھے۔ آپ ﷺ نے قانون سازی میں ایک جامع اور متوازن نقطہ نظر اپنایا اور قوانین کے ذریعے عدل، مساوات اور انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دورِ نبوت میں قانون سازی کے

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

حوالے سے نہ صرف اسلامی احکام کو واضح کیا بلکہ ان احکام کی بنیاد پر ایک مثالی نظامِ حکم رانی بھی قائم کیا۔ آپ ﷺ کا پیش کردہ نظام عدل و قانون مکمل، جامع اور سہل ہے جو ایک طرف تو عام آدمی کی دسترس میں ہے تو دوسری طرف ریاستی اداروں اور معاشرتی نظام کے لیے بھی واضح راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا پیش کردہ ضابطہ قانون انسانی سوچ یا ذاتی خواہشات پر مبنی نہیں، بلکہ وہ مکمل طور پر اللہ کی رضا اور ہدایات کے مطابق ہے۔ اس لیے یہ ہر طرح کے نقص اور تضاد سے پاک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ قانون کی نمایاں خصوصیات اس کی جامعیت، آفاقیت، فطرت انسانی سے ہم آہنگی اور انسان دوستی ہے۔ یہ قانون صرف ایک مذہبی ضابطہ نہیں ہے بلکہ ایک مکمل نظام حیات ہے جس میں ہر فرد کو اس کے حقوق اور فرائض کی پہچان کرائی گئی ہے، اور اس کا مقصد فرد کی فلاح اور معاشرتی ہم آہنگی ہے۔ یہ قانون نہ صرف انسان کو انفرادی، خاندانی، اور اجتماعی سطح پر بہتر بناتا ہے بلکہ دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔

نتائج و تجاویز:

رسول اللہ ﷺ کی قانون سازی ایک ایسا جامع، متوازن اور ہمہ گیر نظامِ حیات ہے جو محض مذہبی احکام تک محدود نہیں بلکہ فرد، خاندان، معاشرہ اور ریاستی سطح پر مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ قانون قرآن کی روشنی میں بنایا گیا ہے جس کی بنیاد عدل، مساوات، انسانی حقوق کے تحفظ اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے فروغ پر قائم ہے۔ اس کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہر قسم کے طبقاتی امتیاز، ذاتی مفادات اور انسانی کمزوریوں سے پاک، فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور ہر دور کے لیے قابلِ عمل ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ریاست میں قانون سازی، شریعت کے احکام اور مزاج کو مدنظر رکھ کر کی جائے، ملکی قانون بناتے وقت غیر اسلامی ریاستوں کے قوانین کی اتباع کرنے کے بجائے قرآن و احادیث سے راہ نمائی حاصل کی جائے، موجودہ قانونی و سماجی نظام میں نبوی اصولِ قانون سازی کو مؤثر طور پر شامل کیا جائے تاکہ انصاف، سماجی ہم آہنگی اور فلاحی معاشرے کے قیام کو مزید مضبوط اور دیرپا بنایا جاسکے۔

حوالہ جات:

[1] کنیز فاطمہ، اسلامی نظام عدل کی روشنی میں پاکستان کے عدالتی نظام کا تحقیقاتی مطالعہ (کراچی: شعبہ علوم اسلامی، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی، س،ن) ص:۱۰۳

[2] یوسف فاروقی، ڈاکٹر، رسول اللہ ﷺ بحیثیت شارع و مقنن، طبع دوم (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، ۲۰۱۳ء) ص:۲۵

[3] ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، طبع ثانی (مصر: شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، ۱۹۵۵ء) ج:۲، ص:۳۱۷

[4] القرآن، سورۃ آل عمران، ۳۱

[5] القرآن، سورۃ النساء، ۱۱۵

[6] القرآن، سورۃ النور، ۶۳

[7] القرآن، سورۃ محمد، ۳۳

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol-4, No-1, March-2024
Page no: 120-135

[8] القرآن، سورۃ الاحزاب، ۳۶

[9] القرآن، سورۃ النساء، ۸۰

[10] القرآن، سورۃ النساء، ۵۹

[11] القرآن ، سورۃ النساء ، ٦۵

[12] القرآن، سورۃ الاعراف، ۱۵۷

[13] القرآن، سورۃ النحل، ۴۴

[14] القرآن، سورۃ النحل، ٦۴

[15] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، طبع اول) بیروت: دار طوق النجاۃ ، ۱۴۲۲ھ) ج:۹، ص:٦۱، ح:۷۱۳۷

[16] ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد (دھلی۔ الھند : کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، المطبعۃ الانصاری، ۱۳۲۳ھ) ج:۴، ص:۳۲۸، ح:۴٦۰۴

[17] ایضاً، ج:۴، ص:۳۲۸، ح:۴٦۰۵ ۔

[18] احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، طبع اول) القاہرۃ: دارالحدیث، 1995ھ) ج:۳، ص:۵۴، ح:۲۳۰۳۔

[19] البخاری، صحیح البخاری، ج:۸، ص:۹، ح:٦۰۰۸

[20] القرآن، سورۃ المائدۃ:۹۰

[21] النسائی، احمد بن شعیب بن علی، سنن النسائی، طبع اول (القاہرۃ:، کتاب الاشربۃ، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ۱۳۴۸ھ) ج:۸، ص:۲۹۹، ح : ۵٦۰۳ ۔

[22] ابو داؤد، سنن ابی داؤد، ج:۳، ص:۳٦۸، ح:۳٦۸۱

[23] القرآن، سورۃ المجادلۃ، ۳، ۴

[24] ج:۲، ص:٦۸۴، ح:۱۸۳۴۔ ۔ البخاری، صحیح البخاری،

[25] ج:٦، ص:۴۴۵، ح:۱۲۳۸۲ (ھ ،۱۴۳۷ دوم (مصر: دار التاصیل ۔ ابن ھمام، ابو بکر عبد الرزاق، المصنف، طبع

[26] القسطلانی، احمد بن محمد، المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ (القاہرۃ۔ مصر: المکتبۃ التوفیقیۃ ، س۔ن)، ج:۲، ص:۳۸۷

[27] القرآن، سورۃ الطلاق، ۲

[28] ابن ابی شیبۃ، ابو بکر محمد بن ابراہیم، المصنف، طبع اول (الریاض۔ السعودیۃ: دار کنوز اشبیلیا للنشر والتوزیع، ۱۴۳٦ھ (ج:۱۲، ص:۵۰۰، ح:۲۴۴۳۰

[29] البخاری، صحیح البخاری، ج:7، ص:155، ح:5863

[30] احمد بن حنبل، الامام، مسند الامام احمد بن حنبل، طبع اول (بیروت ۔ لبنان: موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۱ھ) ج:۳۰، ص:۵٦۴، ح:۱۸٦۰۲۔

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

[31] ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج:۴، ص:۸۹، ح:۴۰۵۶

[32] ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، طبع اول، (بیروت: دار الکتب العربیۃ، ۱۴۱۵ھ) ج:۶، ص:۱۰۸۔

[33] ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج:۲، ص:۱۱، ح:۱۵۷۴۔

[34] البخاری، صحیح البخاری، ج:4، ص:146، ح:3367

[35] ایضاً، ج:7، ص:95، ح:5523

[36] ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج:۳، ص:۲۱۲، ح:۳۲۳۵

[37] مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۷۴ھ) ج:۴، ص:۱۳۵، ح:۱۴۰۸

[38] القرآن، سورۃ یوسف، ۴۰

[39] القرآن، سورۃ آل عمران، ۱۵۴

[40] الحاکم النیسابوری، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، طبع اول (بیروت: دار الکتاب العلمیۃ، ۱۴۱۱ھ) ج:۱، ص:۱۳۱، ح:۲۱۱۔

[41] ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج:۴، ص:۲۳۰، ح:۴۳۷۳

[42] عبداللطیف انصاری، اسلام کے قانونی نظام کے بنیادی اصول (مقالات سیرت، نویں قومی سیرت کانفرنس ( ) اسلام آباد: وزارت امور مذہبی حکومت پاکستان) ص:۱۰۱

[43] عبدالروف، ظفر، ڈاکٹر، اسوہ کامل (لاہور: نشریات) ص:۴۰۷

[44] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، طبع دوم (مصر: شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصطفی البابی، ۱۹۷۵ء) ج:۳، ص:۶۰۸، ح:۱۳۲۷